49050 ـ نماز عید کہاں ادا کی جائیگی ؟

سوال

ہم نے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نماز عید آبادی سے باہر عید گاہ میں ادا کی جاتی تھی، کیونکہ مسجد نبوی میں سب لوگ نہیں آسکتے تھے، اس لیے اگر کوئی مسجد سب لوگوں کے لیے کافی ہو تو کیا ان کی نماز مسجد میں افضل ہے، کیونکہ مسجد باقی جگہوں سے افضل ہے، کیا یہ کلام صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی سنت یہی رہی کہ نماز عیدین مسجد نبوی کی بجائے مدینہ کے خارجی دروازے سے باہر عیدگاہ میں ادا کی جاتی رہی، اور اسی پر عمل ہوتا رہا ہے.

دیکھیں: زاد المعاد لابن قیم (1 / 441).

شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس میں علماء کرام کے اقوال مختلف ہیں:

علامہ عینی حنفی بخاری کی شرح میں کہتے ہیں، اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی کی حدیث " رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحی میں عیدگاہ جاتے اور سب سے پہلے نماز ادا کرتے، اور پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ ارشاد فرماتے اور لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے ہوتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ و نصحیت کرتے اور وصیت فرماتے اور انہیں حکم دیتے، اور اگر کوئی لشکر روانہ کرنا چاہتے تو وہ بھی روانہ کرتے، یا کسی چیز کا حکم جاری کرنا ہوتا تو اس کو جاری کرتے پھر وہاں سے چلے جاتے "

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: لوگ اسی طرح کرتے رہے حتی کہ مروان جو کہ مدینہ کا امیر تھا عید الاضحی یا عید الفطر میں عیدگاہ پہنچا جب ہم عیدگاہ پہنچے تو کثیر بن صلت نے اس کا منبر تیار کر رکھا تھا، اور مروان نماز سے قبل اس پر چڑھنا چاہتا تھا، تو میں اس اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا تو وہ زبردستی منبر پر چڑھ کر نماز سے قبل خطبہ دینے لگا میں نے اسے کہا اللہ کی قسم تم نے تبدیلی کر لی.

تو اس نے جواب دیا: ابو سعید جو تم جانتے تھے وہ جا چکا، تو میں نے اسے جواب دیا، جس کا مجھے علم ہے اللہ کی قسم وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا، تو وہ کہنے لگا: لوگ نماز کے بعد بیٹھ کر ہماری بات نہیں سنتے تھے، تو میں نےخطبہ نماز سے قبل کر دیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (956) صحیح مسلم حدیث نمبر (889).

اس سے استنباط کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اس حدیث میں عیدگاہ کی طرف نکلنے اور وہاں جانے کا بیان ہے، اور ضرورت کے بغیر مسجد میں عید کی نماز ادا نہیں کی جا سکتی.

ابن زیاد نے مالك سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں:

" سنت یہ ہے کہ عیدگاہ کی طرف نکلا جائے، لیکن اہل مکہ مسجد میں ہی ادا کرینگے"

اور فتاوی ہندیہ میں ہے:

نماز عید میں عیدگاہ جانا سنت ہے، چاہے جامع مسجد وسیع ہی کیوں نہ ہو اور لوگ پورے بھی آجائیں، عامۃ المشائخ کا مسلك یہی ہے، اور صحیح بھی یہی ہے.

دیکھیں: فتاوی ہندیہ (1 / 118).

اور امام مالك سے مروي " المدونۃ " میں ہے کہ:

امام مالك رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ:

دو جگہوں پر نماز عید ادا نہیں کی جائے گی، اور نہ وہ اپنی مسجد میں نماز ادا کرینگے، لیکن وہ بھی اسی طرح نکلیں گے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے.

اور ابن وھب نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب رحمہ اللہ تعالی سے بیان کیا ہے کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ جاتے تھے، اور سب علاقے کے لوگوں نے اسی سنت پر عمل کیا"

دیکھیں: المدونۃ المرویۃ عن مالك (1 / 171).

ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ تعالی " المغنی " میں کہتے ہیں:

عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا سنت ہے، علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کا حکم دیا تھا، اور اوزاعی رحمہ اللہ تعالی اور اصحاب الرائی نے اسے مستحسن قرار دیا ہے، اور ابن منذر رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے.

اور شافعی رحمہ اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ: اگر شہر کی مسجد وسیع ہو تو اس میں نماز کی ادائیگی اولی اور بہتر ہے، کیونکہ مسجد سب سے بہترین اور پاکیزہ جگہ ہے، اور اسی لیے اہل مکہ مسجد الحرام میں نماز عید ادا کرتے ہیں.

پھر امن قدامہ رحمہ اللہ تعالی نے اس قول پر استدلال کرتے ہوئے کہا ہے:

(ہماری دلیل یہ ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے مسجد چھوڑ کر عید گاہ جایا کرتے تھے، اور اسی طرح ان کے بعد خلفاء راشدین بھی، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہونے کے باوجو افضل کو ترک نہ کرتے، اور دور ہونے کے ساتھ ناقص فعل کا تکلف نہ کرتے، اس لیے ان کی امت کے لیے بھی مشروع نہیں کہ وہ فضائل کو ترک کریں، اور اس لیے بھی کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کا حکم ہے، اور یہ جائز نہیں کہ جس کا حکم دیا گیا ہو وہ ناقص ہو، اور جس سے منع کیا گیا ہے وہ کامل ہو.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول بھی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کے بغیر مسجد نبوی میں نمازعید ادا کی ہو، اور اس لیے بھی کہ یہ مسلمانوں کا اجماع ہے، کیونکہ ہر دور میں ہر علاقے کے لوگ نماز عید کے لیے عیدگاہ ہی جا کر نماز ادا کرتے رہے حالانکہ مسجد وسیع بھی تھی اور تنگ بھی، اور پھر مسجد کے شرف کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں نماز عید ادا کرتے تھے.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ (2 / 229 - 230)

اور میں کہتا ہوں (قائل احمد شاکر ہیں) ابن قدامہ کا قول " یہ منقول نہیں کہ: بغیر کسی عذر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا کی ہو "

یہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مستدرک حاکم میں مروی ہے:

" عید کے روز بارش ہو گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں نماز پڑھائی "

متسدرک حاکم (1 / 295) اسے امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے.

اور اس کے متعلق ابن قیم کہتے ہیں: اگر حدیث ثابت ہو، یہ سنن ابو داود اور ابن ماجہ میں ہے. انتہی ماخوذ از زاد المعاد (1 / 441)، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے " رسالۃ صلاۃ العیدین فی المصلی ھی السنۃ " میں اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر امام حاکم اور ذہبی کا رد کیا ہے.

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی " کتاب الام " میں کہتے ہیں:

" ہم تك یہ بات پہنچی ہے کہ: مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے عیدگاہ تشریف لے جایا کرتے تھے، اور اسی طرح ان کے بعد والے بھی، اور اہل مکہ کے علاوہ باقی عام ملکوں والے بھی، ہمیں علم ہوا ہے کہ اہل مکہ والوں کو سلف نے مسجد کے علاوہ کہیں نماز نہیں پڑھائی، میرے خیال میں - واللہ تعالی اعلم - یہ اس لیے کہ کیونکہ مسجد حرام دنیا میں سب سے بہترین جگہ ہے، اس لیے انہوں نے پسند یہی کیا کہ ان کی نماز اس کے علاوہ کہیں اور نہ ہو....

اگر علاقے میں آبادی زیادہ ہو اور وہاں کے رہنے والوں کے لیے عید کی نماز کے لیے مسجد وسیع ہو تو میرا خیال نہیں کہ وہ وہاں سے نکلیں گے، اور اگر نکل کر عید گاہ نماز ادا کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر وہ مسجد ان کے لیے وسعت رکھتی ہے تو امام انہیں وہاں نماز پڑھا دے یہ اس کے لیے مکروہ ہے، اور ان پر نماز کا اعادہ نہیں، اور اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو میں انہیں حکم دونگا کہ وہ مساجد میں نماز ادا کریں اور صحراء میں نہ جائیں"

دیکھیں: کتاب الام (1 / 107).

اور کتاب " المدخل " میں علامہ ابن الحاج کہتے ہیں:

" نماز عیدین میں سنت یہ رہی ہے کہ عیدگاہ میں ادا کی جائے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" میری اس مسجد میں نماز باقی مساجد سے ایك ہزار نماز سے افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1190) صحیح مسلم حدیث نمبر (1394)

پھر عظیم فضیلت کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں نماز عید نہیں پڑھی بلکہ وہاں سے عیدگاہ گئے، جو کہ اس کی واضح دلیل ہے کہ نماز عیدین کا حکم یہی ہے کہ عیدگاہ میں ادا کی جائے، اور یہی سنت ہے.

امام مالك کے مسلك کے مطابق مسجد میں نماز عید ادا کرنا بدعت ہے لیکن اگر اس کی ضرورت ہو تو پھر بدعت نہیں ہو گی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی خلفاء راشدین نے، اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو نماز عیدین کے لیے جانے کا حکم دیا ہے، اور پھر حیض اور کنواری عورتوں تك کو عیدگاہ جانے کا حکم دیا تو ایك عورت کہنے لگی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس کی بہن اسے اپنی اوڑھنی عاریتا دے تا کہ وہ خیر و بھلائی اور مسلمانوں کے ساتھ دعاء میں شریك ہو سکے"

دیکھیں: صحیح بخاری حدیث نمبر (324) صحیح مسلم حدیث نمبر (890).

المدخل (2 / 283).

لہذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے جانا مشروع کیا تو پھر کھلی جگہ میں نماز عید ادا کرنا مشروع ہے، تا کہ اسلام کا شعار اور علامت ظاہر ہو"

احادیث صحیحہ میں جو سنت وارد ہے وہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عیدین شہر سے باہر صحراء میں ادا فرمائی اور پہلے دور میں اسی پر عمل ہوتا رہا، وہ لوگ مسجد میں نماز عید ادا نہیں کرتے تھے، لیکن بارش وغیرہ کی صورت میں مساجد میں ادا ہوتی تھی.

آئمہ اربعہ وغیرہ کا یہی مسلك ہے، میرے علم میں تو نہیں کہ کسی نے اس کی مخالفت کی ہو، صرف امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ انہوں نے مسجد میں نماز عید ادا کرنے کے قول کو اختیار کیا ہے کہ اگر علاقے کے لوگوں کو مسجد کافی اور وہ اس میں وسعت کے ساتھ آجائیں تو اس میں نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے باوجود چاہے مسجد وسیع بھی ہو تو صحراء اور کھلی جگہ عیدگاہ میں نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، انہوں نے یہ صراحتا بیان کیا ہے کہ اگر علاقے کے لیے لوگوں کو مسجد کافی اور وسیع نہ ہو تو ان کا مسجد میں نماز عید ادا کرنا مکروہ ہے.

یہ صحیح احادیث اور پھر عصر اول میں اس پر مسلسل عمل، اور پھر علماء کرام کے اقوال یہ سب اس کی دلیل ہیں کہ: اب مسجد میں نماز ادا کرنا بدعت ہے، حتی کہ امام شافعی کے قول پر بھی؛ کیونکہ ہمارے ملك میں کوئی مسجد ایسی نہیں جو علاقے کے لوگوں کو کافی ہو اور وہ سب اس میں آجائیں.

پھر یہ ایسی سنت ہے جس میں علاقے کے سب لوگ مرد و عورت اور بچے اکٹھے ہو کر اپنے دلوں کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، انہیں ایك کلمہ جمع کرتا ہے، اور وہ ایك امام کے پیچھے جمع ہو کر نماز ادا کرتے اور تکبیر و اللہ کی توحید بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی سےاخلاص کے ساتھ دعا کرتے ہیں، گویا کہ وہ سب ایك ہی شخص کا دل ہوں، اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں سے خوش و فرحان ہوتے ہیں، تو تو عید کا دن واقعتا ان کے لیے عید ہوتی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ عورتوں کو بھی نکلنے کا حکم دیا اور کسی کو بھی استثنی نہیں کیا، بلکہ جس کے پاس پردہ کرنے کے لیے چادر نہ ہو اسے بھی رخصت نہیں کہ وہ جائے، بلکہ اسے حکم دیا کہ وہ اپنی

کسی دوسری بہن سے عاریتا چادر لے کر اوڑھے اور عیدگاہ جائے، حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس عورت کو بھی جانے کا حکم دیا جو نماز ادا کرنے سے معذور ہے اور اس نے نماز ادا نہیں کرنی، لیکن وہ بھی عیدگاہ ضرور جائے: تاکہ وہ سب مسلمانوں کے ساتھ خیر و بھلائی اور دعاء میں شريك ہوں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد خلفاء راشدین، اور گورنر اور دوسرے علاقوں میں ان کے نائب لوگوں نماز عید پڑھاتے، اور پھر انہیں خطبہ میں وعظ و نصحیت کرتے، اور انہیں دین و دنیا کی نفع مند اشیاء کی تعلیم دیتے، اور اس اجتماع میں انہیں صدقہ و خیرات کا حکم دیتے رہے، جس پر ان پر رحمت اور بخشش کا نزول ہوتا ہے.

ہو سکتا ہے مسلمان اسے قبول کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں، اوراپنے دینی شعار کا اظہار کریں، جو ان کی عزت و فلاح کی بنیاد ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اے ایمان والو! جب تمہیں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہو تو ان کی بات کو تسلیم کرو الانفال (24).

احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی کی سنن ترمذی پر تعلیق میں کلام ختم ہوئی.

دیکھیں: سنن ترمذی (2 / 421 - 424).

واللہ اعلم .